سورة الاعراف

آیات ١٢٧ - ١٣٦

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ

اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ

مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾ قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ

تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣٠﴾

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾ وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ

لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ

وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَ لَمَّا وَقَعَ

عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٣٤﴾ ۚ

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ

وَقَالَ الْمَلَاُ - اور کہا سرداروں نے

مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ - فرعون کی قوم میں سے

اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ - کیا تونے چھوڑ رکھا ہے موسیٰ کو اور اس کی قوم کو

وَذَرَ يَذَرُ ، وَذْرًا
چھوڑنا

لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ - تاکہ وہ فساد کریں زمین میں

وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ - اور (تاکہ) وہ چھوڑ دے تجھ کو اور تیرے معبودوں کو

قَالَ سَنُقَتِّلُ - اس نے کہا ہم قتل کریں گے

قَتَّلَ يُقَتِّلُ ، تَقْتِيْلاً - قتل کرنا (II)

اَبْنَآءَهُمْ - ان کے بیٹوں کو

وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ - اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو

اِسْتَحْيٰ يَسْتَحْيِي ، اِسْتَحْيَاءً
زندہ رکھنا (X)

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ - اور یقیناً ہم ان کے اوپر غالب ہیں

فَوق - اوپر

قَاهِر - غالب

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ - کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے

اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا - مدد مانگو اللہ سے اور ثابت قدم رہو

اِستَعَانَ - مدد مانگنا

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ - یقیناً زمین اللہ کی ہے

يُوْرِثُهَا - وہ وارث بناتا ہے اس کا

أَوْرَثَ يُوَرِثُ ، إِيْرَاثًا - وارث بنانا (IV)

مَنْ يَّشَآءُ - جس کو وہ چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ - اس کے بندوں میں سے

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ - اور (بھلا) انجام تقویٰ کرنے والوں کے لیے ہے

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ
وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۟ۙ
يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

فرعون سے اُس کی قوم کے سرداروں نے کہا "کیا تو موسیٰؑ اور اُس کی قوم کو یونہی چھوڑ دے گا کہ ملک میں فساد پھیلائیں اور وہ تیری اور تیرے معبودوں کی بندگی چھوڑ بیٹھے؟" فرعون نے جواب دیا "میں اُن کے بیٹوں کو قتل کراؤں گا اور اُن کی عورتوں کو جیتا رہنے دوں گا ہمارے اقتدار کی گرفت ان پر مضبوط ہے، موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا "اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور آخری کامیابی انہی کے لیے جو اس سے ڈرتے ہوئے کام کریں

The elders of Pharaoh's people said: 'Will you leave alone Moses and his people to spread mischief in the land, and forsake you and your gods?' Pharaoh replied: 'We will kill their male children and spare their female ones. For indeed we hold irresistible sway over them. Moses said to his people: 'Seek help from Allah and be steadfast. The earth is Allah's, He bestows it on those of His servants He chooses. The end of things belongs to the God-fearing.

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ
﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۬ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾

شکست کے بعد فرعون اور عمائدینِ سلطنت کی بوکھلاہٹ

- " قوم فرعون کے سرداروں نے فرعون سے کہا کیا تو اسی طرح موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑے رکھے گا کہ وہ ملک میں بدامنی پھیلائیں اور تجھ کو اور تیری مورتوں کو ٹھکرائیں ....."
- فرعون اپنے زعم کے مطابق اپنے آپ کو مصریوں کے سب سے بڑے دیوتا یعنی سورج کا اوتار سمجھتا تھا اس طرح اس کی حیثیت اوتار بادشاہ کی تھی یعنی وہ بیک وقت مصریوں کا بادشاہ بھی تھا اور ان کے سب سے بڑے دیوتا کا مظہر اور اوتار ہونے کے سبب سے ان کا رب اعلیٰ بھی تھا اور اس طرح بادشاہ کو بیک وقت رعایا پر خدائی اور شاہی دونوں کے اختیارات حاصل تھے، فرعون کی یہ خدائی سیاسی تھی،اس کا دعویٰ تھا کہ حکومت میری ہے، اقتدار و اختیار (sovereignty) کا مالک میں ہوں- أَلَيْسَ لِى مُلْكُ مِصْرَ وَهَـٰذِهِ ٱلْأَنْهَـٰرُ تَجْرِى مِن تَحْتِىٓ
- عمائدین سلطنت نے مجسموں اور بتوں کی طرف اشارہ کرکے فرعون سے کہا اگر آپ نے بنی اسرائیل کو ڈھیل دی تو یہ لوگ آپ کے مجسموں کا احترام کرنا چھوڑ دیں گے اور آپ کی عظمت ان کے دلوں سے نکل جائے گی آپ بنی اسرائیل پر اپنی گرفت میں شدت پیدا کیجیے اور انھیں اٹھنے کا موقع نہ دیجیے
- فرعون نے ان کو اطمینان دلایا کہ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ہمارا اقتدار پوری طرح ان کے اوپر مستحکم ہے۔ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کرتے رہیں گے، ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھیں گے۔ (تاکہ ان کی نسل کشی کی جا سکے
- بنی اسرائیل کے خلاف اس طرح کی نسل کُشی کی ایک سکیم اس فرعون کا باپ بھی چلا چکا تھا

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ
﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٨﴾

- فرعون اور قوم فرعون اگرچہ بنی اسرائیل کی تعداد کی وجہ سے ان سے خائف تھے لیکن وہ اس بات کے لیے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں تھے کہ وہ تمام کے تمام مصر سے نکل جائیں۔ اس لیے کہ مصر کی تمام رفاہیت و خوش حالی انہی غلاموں کی مرہون تھی۔ اوپلے تھاپنے، اینٹیں بنانے سے لے کر زراعت اور تعمیرات اور بیگار کے سارے کام انہی کی مشقت سے انجام پاتے تھے
- بنی اسرائیل کی سرکوبی کے فرعون کے فیصلے کے بعد، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد طلب کریں اور فرعونیوں کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں۔
- درحقیقت اس جہاد میں یہی دو چیزیں وسیلہ ظفر ہیں۔ قرآن میں مشکلات راہ کے مقابلہ کے لیے ہر جگہ انہی دو ہتھیاروں سے مدد حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے فتنوں اور آزمائشوں میں استقامت بڑا کٹھن کام ہے۔ یہ کام اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔
- قرآن میں دسری جگہ پر صبر کے ساتھ نماز کی بات کی گئی ہے اور یہاں اگرچہ لفظ اللہ آیا ہے لیکن اس سے مراد نماز ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے استعانت کا ذریعہ نماز ہی ہے۔ (وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ)
- موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ زمین کا اصل مالک اللہ ہے، وہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس وارث بناتا، یہ کام اللہ اپنے سنن جاریہ کے مطابق کرتا ہے، لہٰذا جو لوگ رب العالمین کی طرف دعوت دیتے ہیں اور کسی طاغوتی طاقت سے خوف نہیں کھاتے وہ اللہ کے اس وعدے کے مصداق ہیں ایسے متقین کا انجام بھی بخیر ہوگا

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا - انہوں نے کہا اذیت دی گئی ہم کو

آذَى يُؤْذِي ، إِيْذَاءً - ایذاء/اذیت دینا (IV)

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا - اس سے پہلے کہ آپ آتے ہمارے پاس

وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا - اور اس کے بعد جب آپ آئے ہمارے پاس

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ - انہوں نے کہا امید ہے تمہارے رب (سے)

عَسٰی - امید ہے

اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ - کہ وہ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ - اور جانشین بنائے تم کو

اِستَخلَفَ يَسْتَخْلَفُ ، اِسْتَخْلَافًا - جانشین بنانا (X)

فِى الْاَرْضِ - زمین میں

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ - تو پھر وہ دیکھے کیسے تم لوگ عمل کرتے ہو

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ
عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ١٢٩ ع

اس کی قوم کے لوگوں نے کہا "تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور
اب تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں" اس نے جواب دیا "قریب ہے وہ وقت
کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلیفہ بنائے، پھر
دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو

The people of Moses replied: 'We were oppressed before your coming to us and after it.' Moses said: 'Your Lord will soon destroy your enemy and make you rulers in the land. Then He will see how you act.

محمد اقبال

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ١٢٩ۧ

بنی اسرائیل کی بے یقینی

- بنی اسرائیل کچھ اپنی بے یقینی اور کچھ حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے کیونکہ عرصہ دراز سے فرعون کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے تھے، انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی اس تعلیم و تلقین کا کوئی زیادہ خوشگوار اثر نہ لیا
- غلامی ایسی بدترین لعنت ہے کہ اس کے بعد قوم میں بزدلی آجاتی ہے، اور قوم میں دوست و دشمن کی تمیز اٹھ جاتی ہے، ہر بات میں انھیں اندیشہ ہوتا ہے، کہیں حکمران طبقہ ہماری مصیبتوں میں اوراضافہ نہ کردے - بنی اسرائیل نے بھی موسیٰ ؑ سے صاف کہہ دیا کہ پہلے بھی ہم تکلیفوں میں مبتلا تھے، اوراب بھی ہماری مشکلات میں اضافہ ہی ہے۔براہ کرم ہمیں کانٹوں میں نہ گھسیٹئے
- بنی اسرائیل کی مایوسی و بدِدلی دور کرنے کے لیے حضرت موسیٰ نے پھر ان کو تسلی دی کہ مایوس اور ہراساں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرے گا اور زمین میں تمہیں خلافت عطا فرمائے گا (یہاں زمین سے مراد مصر کی سرزمین نہیں بلکہ فسلطین کی سرزمین ہے) ۔آگے آیت ۱۳۷ میں اس کی تفصیل آئی ہے
- یہاں استخلاف فی الارض (زمین میں خلافت عطا کرنے) کے اصل مقصد کی یاددہانی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو مٹاتا اور دوسری کو عروج واقبال بخشتا ہے تو صرف یہ دیکھنے کے لیے کرتا ہے کہ اقتدار کی وراثت پا کر یہ قوم کیا رویہ اختیار کرتی ہے؟ اگر یہ قوم بھی سابقہ قوم کی طرح ناشکری، سرکش اور فساد پھیلانے والی ہو تو اللہ تعالیٰ ایک خاص مدت تک مہلت دے کر اس کو بھی بدل دیتا ہے امتحان کا یہ سلسلہ برابر جاری رہاہے اور جب تک یہ دنیا قائم ہے،برابر جاری رہے گا۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی چہیتی نہیں کہ وہ قانون الٰہی سے مستثنیٰ ہو

قَالَ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّهۡلِكَ عَدُوَّکُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾

- ⇦ متحدہ ہندوستان کے مسلمان تقسیم سے قبل یہ خوف رکھتے تھے کہ ہندو اکثریت میں ہونے کی بناپر جمہوری ہندوستان میں انہیں دبا کر رکھے گے، ان کے دین ومذہب، تہذیب و تمدن، سیاست و معیشت اور زبان و معاشرت ہر چیز کو بدل دیں گے
- ⇦ اسی بناپر انہوں نے الگ ملک کی تحریک چلائی کہ انہیں اپنے دین ومذہب، ثقافت اور معاشرت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے ایک الگ وطن کی ضرورت ہے۔
- ⇦ اس تحریک میں اللہ نے انھیں کامیابی دی اور انھیں ایک آزاد خود مختار ملک کا مالک بنادیا۔
- ☜ وَیَسۡتَخۡلِفَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ - کہ وہ تمہیں زمین میں طاقت اور اقتدار عطا کرے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم لوگ کیسا طرز عمل اختیار کرتے ہو!
- ⇦ اس ملک میں اللہ کی حکومت قائم کرکے اس کے دین کو غالب کرتے ہو یا اپنی مرضی کی حکومت قائم کرکے اپنی خواہشات کے مطابق نظام چلاتے ہو۔

وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِيۡنَ وَنَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَـنَا هٰذِهٖ ۚ

وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ - اور ہم پکڑ چکے ہیں

(س ن و)

اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِيۡنَ - آلِ فرعون کو قحطوں سے

سِنِيْن - سِنّةٌ (بمعنی سال) کی جمع

سِنِيْن / سِنّةٌ ایسا سال جس میں سختی، تکلیف، خشک سالی اور قحط سالی ہو۔ اس سے پھر یہ قحط کے معنی میں

وَنَقۡصٍ - اور کچھ نقصان سے

جیسے انگریزی میں Force کا مطلب ہے قوت، طاقت
جبکہ اس کی جمع forces سے فوجیں مراد ہوتی ہیں

مِّنَ الثَّمَرٰتِ - پھلوں میں سے

لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ - شاید وہ لوگ نصیحت حاصل کریں

تَذَكَّرَ يَتَذَكَّرُ ، تَذَكُّرًا نصیحت قبول کرنا (V)

فَاِذَا - پھر جب بھی

جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ - آتی ہے ان کے پاس بھلائی

قَالُوۡا لَـنَا هٰذِهٖ - تو وہ کہتے ہیں ہمارے لیے ہے یہ

وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤـئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾

وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ - اور اگر آن لگتی ہے ان کو

أصَابَ يُصِيْبُ ، إصَابَةً - پہنچنا (IV)

سَيِّئَةٌ - کوئی برائی

(ط ي ر) تَطَيَّرَ يَتَطَيَّرُ ، تَطَيُّرًا - برا شگون لینا (V)

يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى - تو وہ منحوس سمجھتے ہیں موسیٰ کو

يَطَّيَّرُوْ اصل میں يَتَطَيَّرُوْنَ تھا - اِنْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا تو يَتَطَيَّرُوا ہو گیا، پھر ت کو ط میں مدغم کر کے ط کو مشدد کر دیا

وَمَنۡ مَّعَهٗ - اور ان کو جو اس کے ساتھ ہیں

اَلَاۤ اِنَّمَا - سن لو! کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

طٰۤـئِرُهُمۡ - ان کی نحوست

طَارَ يَطِيْرُ ، طَيْرًا - اڑنا

قدیم عرب میں پرندوں سے شگون لیا جاتا تھا اور بعض کو منحوس سمجھا جاتا تھا اس بنا پر اس میں یہ معنی

عِنۡدَ اللّٰهِ - اللہ کے پاس (سے) ہے

وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ - اور لیکن ان کے اکثر

لَا يَعۡلَمُوۡنَ - جانتے نہیں ہیں

وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا
هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾

ہم نے فرعون کے لوگوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کہ شاید
وہ نصیحت مانیں، مگر اُن کا حال یہ تھا کہ جب اچھا زمانہ آتا تو کہتے کہ ہم اِسی کے مستحق
ہیں، اور جب برا زمانہ آتا تو موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لیے فال بد
ٹھہراتے، حالانکہ در حقیقت ان کی فال بد تو اللہ کے پاس تھی، مگر ان میں سے اکثر
بے علم تھے،

We afflicted the people of Pharaoh with hard times and with poor harvest that they may heed,
But whenever prosperity came their way, they said: 'This is our due.' And whatever hardship befell them, they attributed it to the misfortune of Moses and those who followed him. Surely, their misfortune had been decreed by Allah - but most of them do not know that.

وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِيۡنَ وَنَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾

مصائب وآلام تنبیہ وتذکیر کا ذریعہ

- اللہ تعالی کے اس قانون کا تذکرہ گذشتہ آیات (95-94) میں آچکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی طرف کوئی رسول بھیجتا ہے تو انھیں آزمائشوں اور مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ ان کی اکڑی ہوئی گردنیں اللہ کے سامنے جھکیں اور ان کے پھرے ہوئے دل اللہ کی طرف متوجہ ہوں
- یہاں اسی بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو بھی کئی سالوں تک کبھی پھلوں اور پیداوار میں کمی اور کبھی قحط سالی میں مبتلا کیے رکھا تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں اور ان تنبیہات کو سمجھتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کریں لیکن وہ بجائے اس کے کہ ان حالات سے عبرت پکڑتے اور موسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت پر سنجیدگی سے غور کرتے انھوں نے عجیب وغریب رویہ اختیار کیا
- یہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے ابتدائی تنبیہ تھی۔ ملک کو خشک سالی نے آلیا اور ہر قسم کی فصلیں ضائع ہو گئیں اور پیداوار ختم ہو گئ۔ قحط سالی مصر جیسے سرسبز اور گل گلزار ملک میں عذاب الٰہی تصور ہوتی تھی۔ لوگوں کے اندر اس سے خوف وہراس پیدا ہو جاتا تھا اور وہ پریشان ہو کر عالم بالا کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ لیکن بر سرِ اقتدار طاغوت اور اس کے نمائندے اور اس کے اہالی وموالی یہ نہ سمجھ سکے کہ ان کے کفر وفسق اور آل موسیٰ پر ان کے مظالم اور قحط سالی کے عذاب کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَـنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤـئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾

آفات پر فرعونیوں کا ردعمل

- یہاں ان کے رویے کا ذکر کیا جارہا ہے کہ فرعون اور آل فرعون کا حال یہ تھا کہ ان پر آزمائشیں اور مشکلات اس لیے نازل کی جاتی تھیں تاکہ انھیں جھنجھوڑا جائے جس کے نتیجہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت کو سنجیدگی سے سوچنے سمجھنے کی کوشش کریں
- لیکن ان کی حماقت اور گمراہی کا حال یہ تھا کہ جب کبھی انھیں اچھے حالات پیش آتے۔ خوشحالی ان کے قدم چومنے لگتی اور زندگی کے ہر مرحلے پر ان کو کامیابیاں نصیب ہونے لگتیں تو وہ انھیں اپنے دست و بازو کی کاوشوں کا نتیجہ سمجھتے اور یہ کہتے کہ ہم چونکہ ذہین لوگ ہیں اور ہم نے اپنے ملک کو ایک اچھے نظام سے باندھ رکھا ہے اور ہمارے ہر کام میں ایک منصوبہ بندی ہے اس لیے یہ کامیابیاں تو ہماری ہی کاوشوں کا نتیجہ ہیں اور ہم بجا طور پر اس کے مستحق ہیں
- اور اگر کبھی حالات بگڑنے لگتے فصلیں تباہ ہونے لگتیں، بارشیں رک جاتیں ، پھل جھڑنے لگتے، کاروبار مندا پڑ جاتا ، ہر طرف سے پریشانیاں گھیرنے لگتیں تو بجائے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے ، وہ اسے موسیٰ علیہ السلام، اور آپ پر ایمان لانے والوں کی نحوست قرار دیتے
- یہاں بتایا گیا کہ ان کی قسمت و نحوست تو اللہ کے پاس تھی اور یہ لوگوں کی اپنی ہی بداعمالیوں سے پیدا ہوتی ہے

لوگوں کی اکثریت اچھے اور برے حوادث کے بارے میں صحیح تجزیہ و تحلیل نہیں کرپاتی - کیوں؟

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ

وَقَالُوْا - اور انہوں نے کہا

مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ - جو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس

مَهْمَا - جو کوئی بھی، جو کچھ بھی، جب کبھی

مَهْمَا - حرفِ شرط (مَا اور مَا کا مرکب ہے)

أَتَى يَأْتِي ، إِتْيانًا - آنا، لے آنا

مِنْ اٰيَةٍ - کوئی بھی نشانی

لِّتَسْحَرَنَا بِهَا - تاکہ تو جادو کرے ہم پر اس سے

فَمَا نَحْنُ - تو ہم نہیں ہیں

لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ - تیری بات ماننے والے

فَاَرْسَلْنَا - پھر ہم نے بھیجا ان پر

عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ - ان پر طوفان

(ط و ف) طَافَ يَطُوْفُ ، طَوْفًا و طَوَافًا و طَوَفانًا طواف کرنا، چکر لگانا

طُوْفَان وہ مصیبت/حادثہ جو انسان کو چاروں طرف سے گھیر لے

وَالۡجَرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾

وَالۡجَرَادَ - اور ٹڈی دل (Locusts)

وَالۡقُمَّلَ - اور چچڑی (جوئیں) (Vermin /Lice)

(قُمَّل کا اطلاق جُوں مکھی، چھوٹی ٹڈی، مچھر، سُرسُری وغیرہ پر)

وَالضَّفَادِعَ - اور مینڈک (Frogs)

ضَفدَع کی جمع

وَالدَّمَ - اور خون

اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ - نشانیاں، الگ الگ ہوتے ہوئے

(مُّفَصَّلٰت ، مُّفَصَّلَة کی جمع) الگ الگ

اس کا دوسرا ترجمہ " تفصیلی نشانیاں " بھی کیا گیا

فَاسۡتَكۡبَرُوۡا - تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوۡا - اور وہ تھے

قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ - مجرم لوگ (قوم)

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ
الْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

انہوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ "تو ہمیں مسحور کرنے کے لیے خواہ کوئی نشانی لے آئے، ہم تو تیری بات ماننے والے نہیں ہیں"

آخر کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا، ٹڈی دل چھوڑے، سرسریاں پھیلائیں، مینڈک نکالے، اور خون برسایا یہ سب نشانیاں الگ الگ کرکے دکھائیں، مگر وہ سرکشی کیے چلے گئے اور وہ بڑے ہی مجرم لوگ تھے

And they said to Moses: 'Whatever sign you might produce before us in order to enchant us, we are not going to believe you.
Then We afflicted them with a great flood and locusts, and the lice96 , and the frogs, and the blood. All these were distinct signs and yet they remained haughty. They were a wicked people.

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝١٣٢ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫
فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝١٣٣

فرعون اور قومِ فرعون کی ہٹ دھرمی میں اضافہ

- فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو جادو قرار دیتے اور انتہائی ہٹ دھرمی سے کہتے کہ تم جو بھی اور جتنے بھی معجزے لے آؤ ہم ماننے والے نہیں ہیں کیہ تم جادو کے زور پہ یہ دکھارہے ہو اور ہم پر یہ مطیبتیں بھی جادو کے اثرات سے لا رہے ہو، حالانکہ اس چیز کو بالیقین جانتے تھے کہ یہ جادو نہیں ہے

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ -
جب ہماری نشانیاں علانیہ ان کی نگاہوں کے سامنے آئیں تو انھوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے، حالانکہ ان کے دل اندر سے قائل ہوچکے تھے، مگر انھوں نے محض ظلم اور سرکشی کی راہ سے ان کا انکار کیا (27: 13-14)

- یہ خود سری اور ہٹ دھرمی کا وہ مقام ہے جسے سدھایا نہیں جاسکتا، جس پر نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا، جسے دلیل سے رد نہیں کیا جاسکتا، وہ نہ فکر و نظر جانتی ہے اور نہ غور و تدبر سے کام لیتی ہے، دلیل کا سانا کرنے سے بھی پہلے وہ بات کو رد کردیتی ہے، وہ دلیل کا راستہ ہی روک دیتی ہے - جب ایسے حالات ہوں تو پھر قادر مطلق اپنے خاص وسائل کام میں لاتا ہے
- موسیٰ علیہ السلام کی متواتر اور مسلسل تبلیغ و اشاعت کے بعد جب فرعون و آلِ فرعون نہ ماننے اور کوئی اثر قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے وادی نیل کو ناقابل سکونت بنا دیا، دنیا کی زرخیز ترین زمین پانی کے ہوتے ہوئے پیداوار سے محروم ہوگئی، رہے سہے سبزے کو ٹڈی دل چاٹ گئی، مکانوں میں مینڈک اور دوسرے حشرات گھس آئے، محفوظ غلے تباہ ہوگئے ....

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَـرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾

موسیٰ علیہ السلام کی تائید میں اللہ کی نشانیوں کا ظہور

- یہاں ان ۵ عذابوں کا ذکر جن میں آل فرعون کو یکے بعد دیگرے مبتلا کیا گیا کہ شاید کسی ایک مصیبت کو دیکھ کر وہ راہ راست پر آ جائیں اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت کو قبول کر لیں۔
- یہ تمام معجزات تورات میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور مفسرینِ قرآن نے بھی ان پر تفصیل سے لکھا ہے
- طوفان – تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ طوفان رعد، گرج، کڑک اور اولوں کا طوفان تھا۔ بارش اور ہوائے تند بھی اکثر اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ (اگرچہ اس میں آگ کا بھی ذکر ہے لیکن یہ آگ کا طوفان نہیں تھا بلکہ یہ وہ بجلی تھی جو فوفان میں موجود ہوتی ہے)
- جراد: ٹڈی دَل (Locusts) کو کہتے ہیں جو پورے مصر میں پھیل گئیں اور سبزے کی ہر چیز کو ختم کر دیا
- جوئیں : (قُمّل=جُوں مکھی، چھوٹی ٹڈی، مچھر، سُرسُری وغیرہ)- جُووں اور مچھروں نے انسانوں پر ، چچڑیوں نے جانوروں پر اور سرسریوں (گھن کے کیڑوں) نے غلہ کے ذخیروں پر حملہ کیا ہوگا
- مینڈک : پورے ملک مصر کو مینڈکوں نے ڈھانپ دیا (کھانے پینے کے برتنوں، سونے کی جگہوں......)
- خون: تورات کے مطابق دریائے نیل خون ہوگیا کنوئیں اور نہریں خون بن گئیں کنوؤں اور نہروں سے جو پانی لیتے تھے وہ خالص تازہ خون ہوتا تھا...... (مفسرین میں سے کچھ لوگوں نے اسے نکسیر سے خون آنا قرار دیا)

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ﴿١٣٤﴾

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ - اور جب واقع ہوتا ان پر عذاب

قَالُوْا يٰمُوْسَى - تو وہ کہتے اے موسیٰ

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ -آپ پکاریے ہمارے لیے اپنے رب کو

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ - اس کے ساتھ جس کا اس نے وعدہ لیا

لَئِنْ كَشَفْتَ - اگر آپ نے ہٹا دیا

عَنَّا الرِّجْزَ -ہم سے اس عذاب کو

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ - تو ہم لازماً مان لیں گے آپ (کی بات) کو

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ - اور ہم لازماً بھیج دیں گے آپ کے ساتھ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ - بنی اسرائیل کو

رِجْز - اضطرابی کیفیت (وہ عذاب جو اضطراب پیدا کر دے) عذاب کے لیے کنایۃً مستعمل ہے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

فَلَمَّا كَشَفْنَا - پھر جب ہم نے ہٹا دیتے

عَنْهُمُ الرِّجْزَ - ان سے اس عذاب کو

اِلٰٓى اَجَلٍ - ایک مدت تک

اجل - مقررہ وقت

هُمْ بٰلِغُوْهُ - (کہ) وہ پہنچنے والے تھے اس کو

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلوغًا وبَلاغًا - پہنچنا

اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ - جب ہی وہ لوگ عہد شکنی کرتے

نَكَثَ يَنْكُثُ ، نَكْثًا - معاہدہ، بیع یا عہد و پیمان وغیرہ کی قسم توڑنا

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ - پس ہم نے انتقام لیا ان سے

فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ - تو ہم نے غرق کیا ان کو دریا میں

يَمّ - دریا - بہت زیادہ پانی جس میں حرکت ہو

بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا - کیونکہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو

وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ - اور وہ تھے ان سے غفلت برتنے والے

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۖ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ
لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿١٣٥﴾
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾

جب کبھی اُن پر بلا نازل ہو جاتی تو کہتے "اے موسیٰؑ، تجھے اپنے رب کی طرف سے جو منصب حاصل ہے اس کی بنا پر ہمارے حق میں دعا کر، اگر اب کے تو ہم پر سے یہ بلا ٹلوا دے تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے، مگر جب ہم ان پر سے اپنا عذاب ایک وقت مقرر تک کے لیے، جس کو وہ بہر حال پہنچنے والے تھے، ہٹا لیتے تو وہ یکلخت اپنے عہد سے پھر جاتے

Each time a scourge struck them they, said: '0 Moses! Pray for us to your Lord on the strength of the prophet hood He has bestowed upon you. Surely, if you remove this scourge from us, we will truly believe in you, and will let the Children of Israel go with you.

But when We removed the scourge from them until a term - a term which they were bound to reach - they at once broke their promise.

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝١٣٤ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ
الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝١٣٥

فرعونیوں کا طرزِ عمل

- یک بعد دیگرے مختلف عذابوں میں فرعونی مبتلا ہوئے تو زندگی خود عذاب بن گئی اور بالآخر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ خدا سے دعا مانگو کہ وہ ہم سے عذاب ٹال دے اگر یہ عذاب ہمارے سروں سے ٹل گیا تو ہم ضرور تمہارے بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ جانے دیں گے
- اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ یہ مصائب اللہ کی طرف سے آرہے ہیں اور اس کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ راہ راست اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں تھے (یہ ہے جان بوجھ کر حق سے اعراض)
- جب ان سے وہ تکلیف دور کردی جاتی اور انھیں ایک مدت کے لیے مہلت مل جاتی ہے تو وہ پھر اپنے اصل رویے کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور جب مزید کوئی عذاب ان پر اترتا ہے تو پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر دعا کے لیے التجا کرنے لگتے ہیں۔ یہ ان کا بار بار موسیٰ علیہ السلام سے التجاء کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کا ان کے لیے دعا کرنا اور پھر مصیبت کے ٹل جانے کے بعد ان کا اپنے وعدوں سے پھر جانا یہ ایسا حیرت انگیز رویہ ہے جس کی اس کے سوا کوئی توجیہہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے ناراض ہوتا ہے تو اپنے قانون ہدایت کے مطابق انھیں مہلت پہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے لیکن جب وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر انھیں ہدایت سے محروم رکھنے کا فیصلہ کردیا جاتا ہے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۳۶﴾

فرعون اور آل فرعون کا انجام

- انتقام - جب کسی کو سنبھلنے کے لیے مسلسل تنبیہات کی جائیں اور ساتھ ہی ساتھ اس پر عنایات کی بارش بھی ہوتی رہے اور دنیا کی ہر نعمت اس کو فراوانی سے عطا کی جائے لیکن وہ نعمتوں کا شکرادا کرے اور نہ وہ تنبیہات کو درخور اعتنا سمجھے بلکہ اپنی جرأتوں اور جسارتوں میں اس حد تک آگے بڑھ جائے کہ اللہ کی زمین کو ظلم سے بھر دے اور انسان اس کے مظالم سے بلبلا اٹھے تو پھر قدرت ایسے عادی مجرم کو جو سزا دیتی ہے وہ انتقام ہی ہے
- اللہ نے فرعون اور آل فرعون کو اس وقت کی معلوم دنیا کی سب سے بڑی حکومت عطا کی، ملک کو ہر طرح کی دولت سے مالا مال کیا، نعمتوں کی وہ فراوانی کہ کوئی ملک اور کوئی قوم اس معاملے میں ان کا ہمسر نہ تھا، انھوں نے بنی اسرائیل کو اپنے مظالم سے زار و نزار کرکے رکھ دیا تھا۔ ان کے قومی تشخص کو تباہ و برباد کیا اور ان کی نسلوں کو تہ تیغ کرنے سے باز نہ آئے
- وہ اپنے ظالمانہ رویے میں بڑھتے ہی چلے گئے اور جب فرعون کے مظالم کی انتہا ہو گئی تب اللہ کے انتقام کا کوڑا حرکت میں آیا کہ فرعون کو اس کی فوجوں سمیت سمندر میں غرق کر دیا
- " اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جا، پس ان کے لیے سمندر میں ایک خشک راستہ بنا، نہ تو پکڑے جانے سے خوف کھائے گا اور نہ ڈرے گا۔ پس فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا پیچھا کیا، تو انھیں سمندر سے اس چیز نے ڈھانپ لیا جس نے انھیں ڈھانپا" [طٰہٰ]

اضافی مواد

Reference Material

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

- اسلام حقائق، صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل دین ہے، توہمات وخرافات اور خیالی وتصوراتی دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ بد شگونی وبدگمانی اور مختلف چیزوں کی نحوست کے تصور واعتقاد کی یہ بالکل نفی کرتا ہے
- اسلام دراصل ایک اکیلے واحد ویکتا اور ایسی قادر مطلق ذات پر یقین واعتقاد کی تعلیم دیتا ہے جس کے تنہا قبضۂ قدرت اوراسی کی تنہا ذات کے ساتھ اچھی وبری تقدیر وابستہ ہے
- آدمی کی اپنی تدبیریں محض اسباب کے درجے میں ہوتی ہیں، ان سے کچھ نہیں ہوتا، سب کا سب اس ایک اکیلے اللہ کے کرنے سے ہوتا ہے، یہی وہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس سے شرک وکفر، اوہام وخرافات اور خیالی وتصوراتی دنیا کی بہت ساری بداعتقادیوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔
- ایک اکیلے، واحد وتنہا اور قادر مطلق ذات کو حقیقی معبود ومسجود اور اس کی بارگاہ کی حاضری اوراس کے سامنے جبینِ نیاز جھکانا، انسان کو نہ صرف ان گنت توہمات سے نجات دیتا ہے بلکہ پتھروں، مورتیوں، رسموں رواجوں، مختلف اوقات وگھڑیوں اور مہینوں وایام سے اپنی تقدیر وابستہ کرنے اوران سے اپنی منفعت ومضرت کو منسوب کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے، یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
- اسلام نے عقائد کی خرابیوں میں مبتلا انسانوں کو صاف ستھرا عقیدہ عطا کیا، غیر اللہ کے خیر وشر اور نفع ونقصان کے مالک ہونے کی تردید فرمائی ،اور تمام اقسام کی توہمات اور بدگمانیوں کی تردید فرمائی

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت کی کچھ بد شگونیاں (جن کی اسلام نے تردید کی)

- **طیرة** : طیرۃ بد شگونی اور بدفالی کو کہتے ہیں کہ انسان کسی چیز کے بارے میں بد گمانی اختیار کرے اور اس بدفالی کا تصور لے اگر انہیں کہیں جانا ہوتا تو پرندہ کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب جاتا تو تو اسے " سانح " کہتے اور اچھا سمجھتے اور اگر وہ بائیں رخ پر اڑتا تو اسے وہ " بارح " کہتے اور اسے نامناسب تصور کرکے سفر سے گریز کرتے، اسی طرح تیروں سے فال نکالتے اور خیر و شر کے فیصلے کرتے
- **ھامة**: ھامة پرندہ کو کہتے ہیں، الو پرندہ کو منحوس سمجھنے کا مزاج بھی دور جاہلیت میں پایا جاتا تھا، اور ان کا خیال تھا کہ جب کوئی آدمی قتل کر دیا جاتا ہے تو اس کی کھوپڑی سے ایک جانور نکلتا ہے جس کو ھامة کہا جاتا اور وہ ان سے فریاد کرتا ہے کہ مجھے پانی دو، اور جب تک قاتل کو قتل نہیں کیا جاتا ہے وہ اسی طرح فریاد کرتے رہتا ہے ۔
- **صفر**: زمانۂ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کے متعلق بھی بہت ساری باتوں کو منسوب کر رکھے تھے، اور مختلف وجوہ سے اس کو منحوس سمجھتے، اکثر صفر کے معاملہ میں تقدیم و تاخیر کیا کرتے۔ نبی ﷺ نے ان تمام توہمات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ......وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ...الو کوئی (منحوس) چیز نہیں اور صفر (کے مہینے میں نحوست) کچھ نہیں
- **عدوی** : زمانۂ جاہلیت میں ایک کی بیماری کے دوسرے کو لگ جانے کا وہم، اور یہ اس درجہ ان میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے یہاں بیمار ایک اچھوت بن کر رہ جاتا، لوگ اس سے کنارہ کشی اختیار کرتے، اور انتہائی اس کو منحوس و نامبارک سمجھا جاتا

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت کی کچھ بد شگونیاں

- **نوء:** نوءِ ستارہ کی منزل کو کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ستارہ اگر فلاں منزل میں ہوگا تو بارش ہوگی اور اگر ستارہ اس کے علاوہ منزل میں ہو تو بارش نہیں ہوگی، گویا بارش کے ہونے یا نہ ہونے میں اصل کردار ان کے وہم کے مطابق ستارہ کی گردش تھی ۔
- **غول:** جاہلی دور کے توہمات میں ایک غول بھی ہے۔ غول جنات و شیاطین کی جنس کو کہتے ہیں، لوگوں کا اعتقاد تھا کہ شیطانی غول انسانوں کو جنگل میں مختلف صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں، اور ان کو راستہ بھلا دیتے ہیں اور ہلاک کر دیتے ہیں

نبی اکرم ﷺ نے ان سب توہمات کو باطل قرار دیا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ (ابن ماجه 3539) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیماری ازخود متعدی نہیں ہو سکتی اور بدفالی درست نہیں اُلو کوئی (منحوس) چیز نہیں اور صفر (کے مہینے میں نحوست) کچھ نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ : بد شگونی لینا شرک ہے، یہ بات تین مرتبہ فرمائی، اور ہم میں سے جو بھی شخص ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اس پر بھروسہ اور اعتماد کرنے سے روک دیتا ہے (ترمذی: 1537)

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

- اسلام نے انسانوں کو توہمات اور غلط عقائد سے نکال کر ایک معبود کی عبادت کا سبق دیا اور بتایا کہ عبادت اور سجدہ کے لائق صرف ایک اللہ کی ذات ہے جو آسمان و زمین اور ساری کائنات کا خالق ہے۔ نفع اور نقصان اور خیر و شر اسی کے اختیار میں ہے کوئی دن، پتھر، بشر، چرند پرند یا ستارے وغیرہ انسان کے نفع و نقصان کے خَالق نہیں ہو سکتے سوائے اللہ کے۔
- مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ج کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ نہ رکھا ہو-57:22
- وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ج يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ج اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے، اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے 10:107
- آپ ﷺ نے فرمایا " لا طِيَرَةَ وخَيْرُها الفَأْلُ قيلَ: يا رَسولَ اللهِ، وَمَا الفَأْلُ؟ قالَ: الكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُها أحَدُكُمْ" صحیح مسلم کوئی بد فالی نہیں، اس سے اچھی بات نیک شگون ہے۔ صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ نیک شگون کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا صالح کلمہ جس کو تم میں سے کوئی ایک سنتا ہے

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

- آپ ﷺ نے فرمایا منْ ردتْهُ الطِّيَرَةُ عن حاجتِهِ، فقدْ أشركَ - رواه أحمد وصححه الألباني جو شخص بد شگونی کے ڈر کی وجہ سے اپنے کسی کام سے رک گیا یقیناً اس نے شرک (اصغر) کا ارتکاب کیا۔"
- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ. کسی سے کوئی مرض خود بخود نہیں لگتا برا شگون کی کوئی چیز نہیں اور مجھے نیک فال اچھی لگتی ہے۔" کہا آپ سے عرض کی گئی : نیک فال کیا ہے؟ فرمایا : " پاکیزہ کلمہ (دعا یا حوصلہ افزائی یا دانائی پر مبنی کوئی جملہ۔) رواه البخاري (5776) ومسلم (2224)
- عَنْ عَمِّهِ مِخْمَرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا شُؤْمَ، وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ، وَالدَّارِ (ابن ماجه 1993) - آپ ﷺ نے فرمایا " نحوست کچھ شئے نہیں اور کبھی تین چیزیں مبارک ہوتی ہیں۔ عورت، گھوڑا، اور گھر "
- اسلام نے روز اول ہی توحید خالص کی تعلیم دی اور انسانوں کو بتایا کہ خیر وشر، نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالی ہے، اسی کے ہاتھ میں عزت و ذلت، کامیابی و ناکامی ہے، وہی فیصلوں کو نازل کرتا ہے اور اسی کے اجازت اور حکم سے دنیا میں واقعات اور حالات رونماں ہوتے ہیں، قرآن کریم میں اس عقیدہ کی تعلیم جابجا دی گئی قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ، آپ کہیے کہ ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچتی ماسوا اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے مقدر کردی ہے، وہی ہمارا مالک ہے، اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے (التوبہ : ۵۱)

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

- اسلام نے ان تمام خرافات کو کالعدم قرار دیا اور توہمات کی جگہ غور و فکر، علم، یقین اور سائنسی انداز کو اختیار کرنے پر زور دیا، جس میں اہمیت انسان کے ارادے اور اس کی نیت، اس کی حرکت اور اس کی جدوجہد کو دی گئی۔ اور ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ اللہ کے دائرہ قضا و قدر پر اللہ کی مشیت محیط ہے اور انسانی امور کے نتائج اللہ کے سنن جاریہ اور اس کے نظام قضا و قدر کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں

- اسلام میں فالِ بد سے منع کیا گیا ہے لیکن فال نیک سے منع نہیں کیا گیا، کیوں؟

فالِ بد ہو یا فالِ نیک، ان کا کوئی طبیعی اثر نہیں ہوتا لیکن نفسیاتی اثر ہوتا ہے، فالِ نیک انسان کے لئے امید اور تحریک کا باعث ہے اور بد شگونی ناامید اور سستی کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی روایات میں فالِ نیک سے ممانعت نہیں کی گئ ہے لیکن فالِ بد اور بد شگونی کے لئے شدت سے ممانعت کی گئ ہے

اچھی چیز اور اچھا کام جس میں مثبت پہلو ہو، تحریک ہو، خوشی ہو، یا امید ہو اس سے نیک فال تصور کرنے میں ممانعت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کا اثبات منقول ہے

آپؐ نے فرمایا" مجھے نیک فال پسند ہے" صحابہ کرام نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ! نیک فال کیا ہوتا ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی بات۔ یعنی کسی بات کو سن کر اُس سے اچھا مطلب مراد لیا جائے۔ (بخاری)

جب سر زمین "حدیبیہ" میں مسلمان کفار کے مقابل قرار پائے اور "سہیل بن عمرو" کفارِ مکہ کا نمائندہ بن کر پیغمبر اکرم ﷺ (کے پاس آیا، جب آنحضرتؐ اس کے نام سے با خبر ہوئے تو فرمایا "قَدْ سَهُلَ عَلَيْكُم أمرُكُمْ) "یعنی میں "سہیل" کے نام سے تفأل کرتا ہوں کہ تمہارا کام سہل اور آسان ہوگا"۔

نحوست، فالِ بد، توہم پرستی اور اسلام

- اگر کسی مسلمان کو کوئی ایسی چیز پیش آجائے جس سے خواہ مخواہ ذہن میں بدخیالی اور بدفالی کا تصور آتا ہو تو جس کام سے نکلا ہے اس سے نہ رکے اور یہ دعا پڑھے :

"اَللّٰھُمَّ لَا یَاتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا أَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَاتِ اِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" (أبوداؤد)

"اے اللہ ! اچھائیوں کو تیرے سوا کوئی نہیں لاتا اور بری چیزوں کو تیرے سوا کوئی دور نہیں کرتا اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی سے ملتی ہے۔"

- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اپنے کسی کام سے بدفالی کی بنا پر رکا اس نے شرک کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا اس کا کفارہ کیا ہے ؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کفارہ یہ دعا ہے :

اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ، وَلَاطَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ، وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ [مسند احمد 2/ 220]

"یا اللہ ! تیری بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں۔ اور تیرے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"